ڈاکٹر احسان الٰہی رانا۔ ایم۔ اے پی۔ ایچ۔ ڈی
صدر شعبۂ عربی پنجاب یونیورسٹی

تحقیق و تدقیق

سیرۃ ابنِ ہشامؒ کا مستند نسخہ

ابن ہشام یعنی ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری المعافری (المتوفیٰ ۲۱۸ھ) اور اس کی شہرہ آفاق تالیف سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علماء کے پاس فوائد و معلومات کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ کتاب پہلی بار دستنفلٹ نے گوٹنگن سے ۱۸۵۸ء۔ ۱۸۶۰ء میں شائع کی جس کی طبع اناستاتیک لائپزگ سے ۱۸۹۹ء میں صادر کی گئی۔ بولاق سے ۱۲۵۹ھ اور ۱۲۹۵ھ کی دو طباعتوں کا ذکر مجھے مل سکا ہے ۱۳۲۴ھ میں القاہرہ سے محمود الطہطاوی کے حواشی کے ساتھ یہ کتاب چھپی۔ ۱۳۲۹ھ اور ۱۳۴۷ھ میں بھی دو اور مصری طباعتیں ظہور میں آئیں۔ علاوہ بریں مصطفیٰ السقّا، ابراہیم الابیاری اور عبدالحفیظ شلبی کے حواشی و فوائد کے ساتھ یہ کتاب کم از کم دو بار چھپ چکی ہے۔

جہاں تک اس کتاب کے قلمی نسخوں کا تعلق ہے بروکلمن[1] نے پچاس ساٹھ نسخے گنوائے ہیں اور برلین رقم ۹۵۵۰ قدیم ترین نسخہ سمجھا گیا ہے۔

اس مقالے میں سیرۃ ابن ہشام کے بارے میں ایک تفصیل پیش کی جائے گی جو اکثر علما کی نظروں سے اوجھل رہی ہے جن دنوں راقم الحروف استاد بزرگ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم کے مجموعے (عربی مخطوطات) کی تفصیلی فہرست مرتب کر رہا تھا اس کی نظر سے مخطوطہ رقم ۴۴ (سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن ہشام، جزء ۴) گزرا۔ یہ نسخہ ۱۸۰ اوراق پر مشتمل ہے اور اس کا سائز ۱۰ء × ۴ء۶ ہے۔ ۱۳ سطر فی صفحہ، قدیم نسخ ثلث میں لکھا ہوا ہے۔ کاغذ، خط اور روشنائی کے اعتبار سے یہ نسخہ چھٹی صدی ہجری کے اواخر کا ہے۔ اس جزء میں سیرۃ ابن ہشام کی طبع دستنفلٹ کے صفحہ ۶۳۸ تا ۸۰۱ (سطر ۱۲) تک کا مواد ملتا ہے۔ پہلے ورق کی پشت پر اسناد درج ہے جسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

---

[1] بروکلمن: تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ (بزبان المانی) ۱: ۱۰۳ و تکملہ۔

/ا ظ/ قرأت على الشيخ الفقيه الفرضي ابي محمد عبد الله بن رفاعة بن غدير السعدي بمصر بمنزله بدار عفان وهو يضبط ما اقول قال: اخبرنا القاضي الفقيه ابو الحسن علي بن حسين المعروف بالخِلَعي[1] سماعا بمسجده بقرافة فسطاط مصر قال: اخبرنا الشاهد العدل ابو محمد عبد الرحمن بن عمر بن سعيد [النحا][2]س سماعا عليه، قال: اخبرنا الشيخ ابو محمد [عبد][3] الله بن الورد سماعا عليه قال: اخبرنا ابو سعيد [عبد] الرحيم[4] البرقي قال: اخبرنا ابو محمد [عبد الملك][5] بن هشام وقرأت [على][6] شيخنا الشيخ الزاهد الورع ابي محمد [شيث][7] ابراهيم بن يحيى بن سعيد المعروف[8] بابن /۲ و/ ابي الطيب قال: حدثني الشيخان الصدوقان ابو صادق مرشد بن يحيى بن القاسم المديني عن ابراهيم بن سعيد الحبال عن ابي محمد عبد الرحمن بن عمر النحاس عن ابي محمد عبد الله بن الورد عن ابي سعيد البرقي عن عبد الملك بن هشام او ابو عبد الله محمد بن ابراهيم الرازي المعروف بابن الحطاب عن الفقيه ابي محمد عبد الله بن محمد القروي المعروف بالتمائي عن ابي محمد عبد الله الورد عن ابي سعيد البرقي عن عبد الملك بن هشام قرأه محمد بن احمد بن عبد الله ابن محمد بن ابي نوح عليه

اس اسناد پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ برلین کے نسخہ رقم ۹۵۵۰ سے نہ صرف قدیم تر ہے بلکہ روایت کے اعتبار سے صحیح اور زیادہ قابلِ اعتماد ہے اور یہ روایت تین طرق سے وارد ہوئی ہے۔

الف، ا۔ الشیخ الفقیه الفرضي ابو محمد عبد الله بن رفاعة بن غدیر بن علي بن ابي عمر الدبال بن ثابت بن نعیم السعدي الشافعي ۹۴ سال کی عمر پاکر ذوالقعدہ ۵۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ وہ اوائلِ عمر ہی میں القاضي[9] الخلعي الشافعي (المتوفیٰ ۴۹۲ھ) سے متلازم ہوگئے۔ ابن رفاعہ فرائض کے ماہر تھے، بڑے نیک، متدین اور متورع تھے۔ جیزہ[9] میں ایک مدت تک قاضی کے عہدے پر فائز رہے۔ پھر خود مستعفی ہوکر عبادت میں مشغول ہوگئے اور

---

[1] اصل: بالخلاعي وهو سهو [2] الاصل مطموس [3] الاصل مطموس [4] الاصل مطموس [5] الاصل مطموس [6] الاصل مطموس [7] بياض بالاصل

[8] الاصل ابو سعد

[9] جیزہ غربی فسطاط میں ہے۔ اسے "حیزة" نہ پڑھا جائے جیسے کہ ابن العماد الحنبلی کی شذرات الذهب ۴: ۱۹۸ میں وارد ہوا ہے۔

ساتھ ساتھ فسطاط میں محلہ "دار عفّان [بن مسلم]" میں اپنے مکان پر درس دیا کرتے تھے۔ اپنے استاد الخلعی سے سیرۃ ابن ہشام پڑھنے والوں میں یہ آخری شاگرد تھے[1]

۲۔ القاضی الفقیہ المحدث ابو الحسن علی بن الحسین [او الحسن] بن محمد الخِلعی الشافعی ۴۰۴ھ میں مصر میں پیدا ہوئے۔ ان کے باپ دادا موصل سے تعلق رکھتے تھے۔ ابو الحسن الخلعی قرافہ فسطاط کی مسجد میں درس دیتے تھے اور اپنے وقت کے مسند الدیار المصریہ تھے۔ ذوالحجہ ۴۹۲ھ میں وفات پائی۔ یاقوت الحموی نے بذیل فسطاط[2] لکھا ہے کہ میں نے امیر تائید الدولہ تمیم بن محمد الصمصام سے سنا کہ قاضی الخلعی کو بتوسط ابو عبداللہ القضاعی یہ اطلاع ملی کہ ان کے زمانے میں مصر میں ۳۶ ہزار مساجد تھیں، ۸ ہزار سڑکیں اور ۱۱۷۰ حمام تھے۔ قاضی ابن شہبہ نے لکھا ہے کہ مصر کے لوگ قاضی الخلعی کی کرامات اور فضائل کا اکثر ذکر کرتے ہیں اور قاضی الخلعی سرد و گرم کی پرواہ نہ کرتے تھے[3] المغنی فی الفقہ کے علاوہ الخلعیّات ان کی طرف منسوب کی جاتی ہے[4]

۳۔ القاضی الخلعی کے سب سے نامور استاد ابو محمد عبد الرحمٰن بن عمر بن محمد بن الحسن [او سعید] البزّار النحّاس المصری التُجیبی النحوی المحدّث ۳۲۳ھ میں پیدا ہوئے، ہونہار تھے۔ لڑکپن ہی سے روایت کرنے لگ گئے۔ اس ضمن میں ان کے ایک استاد احمد بن الحسین بن داناج (= دانا) ابو العباس الزاہد الاصطخری (المتوفی ۳۳۶ھ) کا نام لیا جا سکتا ہے۔ ان کے دیگر اساتذہ میں سے چند کے نام ملتے ہیں — محمد بن الحسن الرازی الصوفی[5] (المتوفی ۳۴۶ھ) محمد بن یوسف القطّان النیشاپوری اور ابو محمد عبداللہ بن الورد۔ ابن الورد سے انہوں نے سیرۃ ابن ہشام پڑھی اور روایت کی۔ ابو القاسم سلیمان بن داؤد بن ایوب العسکری (نسبت الی عسکر مصر[6] المتوفی ۳۳۸ھ) النحاس نے مکہ میں ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد ابن الاعرابی اور مصر میں محمد بن بشر العسکری سے علم حاصل کیا۔ ان کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ ان میں نامور محدث ابو اسحاق ابراہیم بن سعید الحبّال اور مشہور مورخ ابو عمر محمد بن یوسف الکندی صاحب اخبار قضاۃ مصر اور شیخ الصوفیہ ابو بکر احمد بن ابی نصر الکوفانی الہروی (المتوفی ۴۲۴ھ) بھی شامل ہیں۔ الکوفانی (یا الکورانی) ہراۃ سے چلے اور جب مصر میں داخل ہوئے تو عبد الرحمان النحاس سے حدیث پڑھی ابو الوقت السجزی اور ابو الحسن علی بن یوسف الجوینی[7] صاحب کتاب السلوۃ نے بھی مصر میں آکر النحاس سے علم حاصل کیا[8]

۴۔ انہیں ابو محمد عبداللہ بن الورد سے کئی اور علماء نے بھی سیرۃ ابن ہشام کی روایت کی ہے۔ مثلاً ابو محمد عبداللہ بن محمد القروی

[1] ابن السبکی: طبقات الشافعیہ، ۴: ۲۳۴ - ۲۳۵، الذہبی: دول الاسلام، ۲: ۵۳، النجوم الزاہرہ، ۵: ۲۷۲، ابن العماد: شذرات، ۴: ۱۹۸ [2] معجم البلدان، ۳: ۹۰۱ [3] شذرات، ۳: ۳۹۸ [4] ابن خلکان، ۵۵۴، حاجی خلیفہ رقم ۳۲۳۴، بغیۃ الوعاۃ، ۱۸۴، النجوم الزاہرۃ، ۵: ۱۲۴ [5] معجم البلدان، ۱: ۳۰۰ [6] السمعانی، ۳۹۰ [7] السمعانی (۵۵۵و) نے الجرینی لکھا ہے جو غلط ہے۔ دیکھیے معجم البلدان، ۲: ۱۶۶ [8] النجوم الزاہرۃ، ۴: ۲۶۳، ابن حزم: جمہرۃ انساب العرب، ۱۹۱، بغیۃ الوعاۃ، ۱۱۲، حاجی خلیفہ رقم ۶۲۹۸۔

المعروف بابن اللبائی۔ ابن الورد مصر میں روایتِ حدیث کے لیے مشہور تھے۔ یاقوت الحموی نے لکھا ہے[1] کہ محمد بن سعد (ابو سعید) الرباحی الجیانی (المتوفی ۳۸۴ھ)[2] صاحبِ حدیث و نقد و شعر طلب علم میں[3] طلیطلہ سے نکل کر بلاد مشرق میں گھومتے رہے اور انہوں نے مصر میں ابن الورد اور ابن السکن سے حدیث سنی۔

۵۔۔۔ ابن الورد نے ابو سعید (یا ابو سعد) عبدالرحیم البَرقی سے سیرۃ ابن ہشام پڑھی۔ ابن ہشام النحوی (المتوفی ۲۱۸ھ) بصرہ سے فسطاط مصر میں آکر بس گئے اور یہاں وہ مغازی، اخبار اور تاریخ پڑھاتے رہے۔ پڑوس میں ایک مقام برقہ ہے جہاں بنو زہرہ کے موالی میں سے ایک مشہور و معروف خانوادہ اقامت پذیر تھا۔ اس خانوادے کا ایک فرد ابوبکر احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم بن سعید بن زُرعۃ الزُہری البرقی جو ثقہ مانا جاتا ہے۔ ابن ہشام سے متلازم ہو گیا اس کے دو بھائی محمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم اور عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالرحیم بھی اسی کتاب کی روایت کرتے رہے ہیں[4] ان میں سے مؤخر الذکر یعنی ابو سعید عبدالرحیم بن عبداللہ البرقی کی روایت سے یہ قلمی نسخہ مرتب کیا گیا ہے امام شمس الدین الذہبی نے بھی ابو سعید البرقی کا تذکرہ کیا ہے[5]

(ب) یہ روایت ہمیں ایک اور واسطے سے بھی پہنچی ہے۔ اب اس کے سلسلۂ رواۃ کو بیان کرتے ہیں

۱۔۔۔ ابو محمد ابراہیم بن یحییٰ بن سعید المعروف بابن ابی الطیّب۔ انہیں شیخ، زاہد اور متورع بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ غالباً وہی عالم ہے جسے امام شمس الدین الذہبی نے تذکرۃ الحفاظ[6] میں ابن ابی الطیب الفرّار الکسی (کذا) الورّاق مصری بتایا ہے۔ یہ ابن ابی الطیب حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن سعید الحبّال (المتوفی ۴۸۲ھ) سے موالاۃ رکھتا تھا۔

۲۔۔۔ مسندِ مصر ابو صادق مرشد بن یحییٰ بن القاسم المدینی (یعنی منسوب الی مدینہ مصر[7]) نے ابن حمیۃ اور ابو الحسن محمد بن الحسین ابن الطفال اور علی بن محمد الفارسی جیسے لوگوں سے علم حاصل کیا۔ اپنے دور میں مصر کے ثقہ علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے[8]۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے بڑی لمبی عمر پائی اور ۵۱۷ھ میں فوت ہوئے[9]۔

۳۔۔۔ الحافظ ابو اسحاق ابراہیم بن بن الحبال النعمانی ۳۹۱ میں پیدا ہوئے۔ منجملہ دیگر مشہور اساتذہ عصر کے انہوں نے ابو الحسن علی بن ابراہیم بن اسماعیل الشرَفی الفقیہ الشافعی المصریہ (المتوفی ۴۰۸ھ) اور الحافظ عبدالغنی بن سعید الازدی المصری الشافعی (المتوفی ۴۰۹ھ) سے بھی روایت کی ہے۔ مؤخر الذکر کے پاس الحبّال ۴۰۰ھ میں آئے[10]۔ ان کے علاوہ الحبّال نے احمد بن عبدالغفور بن شرتال، عبدالرحمان بن عمر النحّاس (المتوفی ۴۱۶ھ)، محمد بن احمد بن شاکر القطّان، منیر بن احمد، احمد بن بریال اور احمد بن الحسین بن جعفر العطار

---

[1] ارشاد الاریب، ۷: ۱۲-۱۳ [2] السمعانی، ۲۴۷ ظ [3] حوالہ سابقہ [4] معجم البلدان، ۲: ۹۰۱ [5] تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۲۸۲-۳۸۳ [6] تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۲۸۲ [7] معجم البلدان، ۴: ۴۵۴ [8] السمعانی: انساب ۱۷، ۵ و ۔ الذہبی: اول الاسلام، ۲: ۳۰ [9] شذرات، ۴: ۵۷ [10] السمعانی: انساب ۵۵۵ و (بذیل ابن النحاس)؛ معجم البلدان، ۱: ۶۰۴؛ ۳: ۲۷۸، ۶۵۳؛ النجوم الزاہرۃ، ۵: ۱۲۹

العطار سے علم حاصل کیا۔[1] امام ذہبی نے ابن ماکولا کا قول نقل کیا ہے کہ ابواسحٰق ابراہیم الحبّال ثقہ اور ثبت ہے[2] الحبّال کے شاگردوں میں سے ابو اللیث نصر بن الحسن التنکتی (المتوفیٰ ۴۸۶ھ) ابوالحسن احمد بن حمزہ بن احمد التنوخی العراقی کے نام مل سکے ہیں۔ (صاحب شذرات نے اسے ثقہ، صالح، حجّۃ قرار دیا ہے)[3] ابن تغری بردی نے الحبال کی ایک تصنیف کا ذکر کیا ہے جو بعنوان وفیات قوم من المصریّین و نفر سواھم من سنۃ ۳۷۵ الی سنۃ ۴۵۶ھ ہم تک پہنچی ہے[4]۔ الحبال چونکہ مختلف علوم میں مہارت رکھتے تھے اس لیے انہیں "المتفنن" بھی کہا گیا ہے۔ ان کی وفات ۴۸۲ھ میں ہوئی۔

اسی سلسلے کے باقی راوی ابومحمد عبدالرحمٰن ابن النحاس، ابن الورد اور ابوسعید البرقی ہیں۔ ان کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔

(ج) تیسرے سلسلے میں ابومحمد ابراہیم بن یحییٰ بن سعید المعروف بابن الطیّب کے بعد مصر اور اسکندریہ کے مُسْنِد ابوعبداللہ محمد بن (احمد بن) ابراہیم بن احمد الرازی ابن الحطّاب (المتوفی ۵۲۵ھ) ہیں۔ ان کے مشیوخ کی تعداد بہت زیادہ تھی اور حفظ روایت میں انہیں معتبر مانا گیا ہے۔ ابن تغری بردی کا قول ہے وانقطع بموتہ سندٌ عالٍ[5]۔ ان سے السلفی نے بھی روایت کی ہے۔

۲۔ ابن الحطّاب (بالحاء المھملۃ)[6] کے اساتذہ میں سے ایک ابن اللّاٰئی کا نام آتا ہے۔ جن کا پورا نام ابومحمد عبداللہ بن محمد القرَوی اللّاّئی ہے۔ القرَوی کی نسبت مصر کے "قریۃ" سے ہے جیسے یاقوت الحموی نے بیان کیا ہے[7] مگر ابن اللّاّئی کے حالات ہمیں ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکے۔ ابن اللّاّئی نے ابن الورد سے یہ کتاب (سیرۃ ابن ہشام) پڑھی اور ابن الورد نے ابوسعید البرقی سے پڑھی۔ ان دونوں کا ذکر پہلے سلسلۂ رواۃ میں آچکا ہے۔ راویوں کا مکمل شجرہ درج ذیل ہے:۔

شجرۂ رواۃ

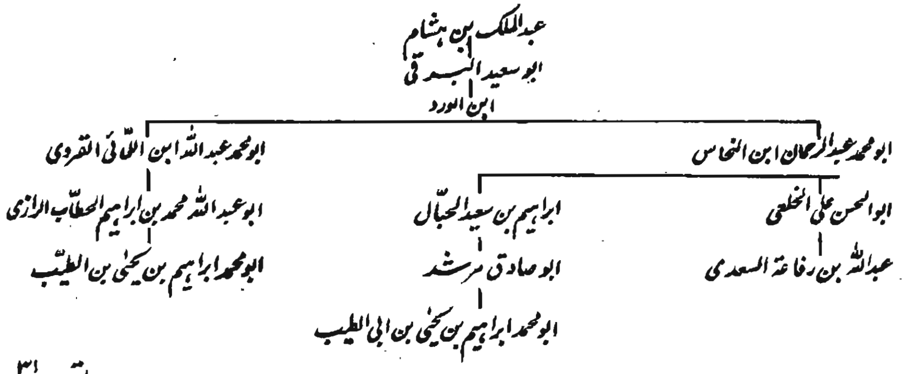

(الف) (ب) (ج)

(بقیہ بر ص ۳۱)

---

[1] تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۳۸۲ [2] ایضاً، ۳: ۳۸۳ [3] شذرات، ۳: ۳۶۶ [4] النجوم الزاہرۃ، ۲: ۲۸۵؛ بروکلمن تکملۃ، ۱: ۵۷۲
[5] النجوم الزاہرۃ، ۵: ۲۴۷ [6] ایضاً [7] معجم البلدان، بذیل قریۃ؛ نیز دیکھیے انساب، بذیل مادّہ